بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال کا جواب

شام کے بحران میں بین الاقوامی کردار!

سوال:

ھولاند نے 19 اکتوبر 2016 کو پیرس میں روسی آرتھوڈکس مذہبی ثقافتی مرکز کے افتتاح کے بعد، جس میں پوٹین نے شرکت نہیں کی، یہ کہا کہ حلب پر روسی بمباری "حقیقی جنگی جرم" ہے (بی بی سی عربی 20 اکتوبر 2016)۔ کرملین کے ترجمان دمیتری بیسکوف نے 11 اکتوبر 2016 کو اعلان کیا کہ صدر پوٹین نے رواں مہینے کی 19 تاریخ کو پیرس کا مجوزہ دورہ منسوخ کر دیا ہے۔ یہ اعلان فرانسیسی صدر کی جانب سے پیرس میں روسی صدر کے استقبال میں تردد کے بیان کے بعد تھا جب روس کی جانب سے شام کے حوالے سے فرانسیسی منصوبے کو ویٹو کر دیا گیا جس سے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔۔۔ اس کشیدگی کا سبب کیا ہے؟ روس یورپ تعلقات پر اس کا کیا اثر ہو گا؟ کیا یہ واقعات شام کے بحران میں سرگرم بین الاقوامی فریقوں پر اثر انداز ہوں گے؟ کیا روسی کردار کم ہو کر یورپی یونین کا کردار بڑھے گا؟ اللہ آپ کو بہترین جزا دے۔۔۔

جواب:

کشیدگی کے سبب کو واضح کرنے اور کیا اس کے اثرات کے نتیجے میں سرگرم بین الاقوامی فریقوں میں کوئی تبدیلی آئے گی۔۔۔ ہم مندرجہ ذیل امور کو پیش کریں گے:

پہلا: روس کو شام میں بین الاقوامی کردار دینا بین الاقوامی شراکت کے حوالے سے اوباما انتظامیہ کی سوچ کا نتیجہ ہے۔ اور واشنگٹن میں یہ ایک حقیقت ہے، اور بعض روسی سیاست دان بھی اِس بات کا اظہار اُس وقت کرتے ہیں جب وہ روس کے ساتھ شام کے حوالے سے بات چیت میں امریکہ کے غرور کا ذکر کرتے ہیں۔ روس کو شام میں قتل وغارت اور تباہی کی مہم سونپنے کے پیچھے امریکہ ہی تھا۔۔۔ اسی طرح یورپی ممالک خاص کر برطانیہ اور فرانس کو شام کے بحران کو حل کرنے میں مداخلت سے دور رکھنے کے پیچھے بھی امریکہ ہی ہے۔

اس دوران روس کو اعتماد تھا کہ اس بین الاقوامی ذمہ داری سے روس بین الاقوامی منظر نامے میں اچانک ایک سرگرم ملک کے طور سامنے آئے گا، مگر اُس کو اِس وقت جھٹکا لگا جب امریکہ نے اُس کو دوسرے مسائل میں شراکت دار بنانے سے انکار کیا، حتی کہ روس کے لیے حساس یوکرائن کے مسئلے میں بھی امریکہ نے روس کی جانب سے شام میں تعاون کے بدلے تعاون نہیں کیا اور یوکرائن میں روسی مفادات کا اعتراف تک نہیں کیا، کیونکہ شام ایک مسئلہ ہے اور یوکرائن ایک اور مسئلہ ہے۔

یوں روس شام میں مداخلت کی وجہ سے بین الاقوامی سطح پر اپنی عسکری دھاک دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہوا، اگرچہ واشنگٹن میں بعض سیاست دانوں نے اس بین الاقوامی شراکت داری پر تنقید بھی کی۔ امریکی وزارت خارجہ میں پچاس سفارت کاروں نے ایک دستاویز کے ذریعے شام کے بحران کو روس کے بغیر اکیلے حل کرنے کا مطالبہ کیا، مگر واشنگٹن نے روس کو استعمال کرنے کی پالیسی پر ہی عمل درآمد کیا۔ اس امریکی پالیسی اور اس کے نتیجے میں بین الاقوامی سطح پر روس کے نمایاں ہونے پر مغربی یورپ سیخ پا اور برانگیختہ ہو گیا۔۔۔

دوسرا: روس نے دیکھا کہ شام کی وجہ سے اس کی بین الاقوامی پوزیشن نمایاں ہو رہی ہے، عسکری مہم جوئی اور شام کے حوالے سے کیری لاوروف ملاقاتوں کی وجہ سے اس کی عظمت کا دور واپس آنے لگا ہے، اس لیے یورپ کو شام سے دور رکھنے میں امریکہ کے ساتھ مکمل طور پر تعاون کیا۔ وہ امریکہ کی جانب سے اس بحران کو اِن دونوں تک محدود رکھنے پر خوش ہے، خاص طور پر امریکہ کی طرف سے ذمہ داری ملنے پر اور امریکہ کے ہی اثر ونفوذ کے علاقے میں قدم رکھنے پر۔۔۔ بین الاقوامی طور پر روس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ امریکہ کے بعد بڑا ملک ہے جیسا کہ امریکہ نے یورپ کے بڑے ممالک کو نظر انداز کیا غالباً یورپی ممالک روس سے یہ توقع کر رہے تھے کہ وہ واشنگٹن کے نقش قدم پر نہ چلے، بلکہ بین الاقوامی سطح پر امریکی غلبے کو ختم کرنے کے لیے یورپ کی معاونت کرے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ روس کی امریکہ کی جانب مکمل میلان نے یورپ کو سیخ پا کر دیا۔

تیسرا: یورپ کو شام کے بحران سے الگ رکھنے میں بنیادی کردار امریکہ ہی کا تھا، اسی نے اس موضوع کو اپنے اور روس تک محدود رکھا مگر حال ہی میں یورپ نے اس رکاوٹ میں دراڑیں ڈال کر شام کے بحران میں ٹانگ اڑانے کی جگہ پیدا کر لی اور یہ امید کرنے لگا کہ وہ مندرجہ ذیل طریقوں سے شامی بحران میں مداخلت کر سکتا ہے:

1۔ گزشتہ مہینوں کے دوران امریکہ شام کے بحران کے حل کے حصول میں قدم مضبوط کر رہا تھا، جس کا مقصد عنقریب جانے والے صدر کے لیے کچھ کامیابی حاصل کرنا تھا۔ اسی طرح اس کا مقصد امریکی صدارتی انتخاب میں ڈیموکریٹک ہیلری کلنٹن کے انتخابی مہم کو تقویت پہنچانا بھی تھا، اسی لیے امریکہ اور روس کے درمیان معاہدہ ہوا اور روس نے حلب شہر پر وحشیانہ بمباری میں شدت پیدا کر دی۔ اس کے بعد روس اور امریکہ کے درمیان شام میں حملے روکنے پر 9 ستمبر 2016 کو اتفاق ہو گیا۔

2۔ اہل شام نے اس معاہدے کو مسترد کیا، یعنی امریکی منصوبے کو مسترد کیا، تمام مخلص انقلابیوں حتی کہ ان لوگوں نے بھی مسترد کر دیا جن میں حیاء کا کوئی ذرہ باقی تھا، وہ معاہدے کی ذلت برداشت نہ کر سکے اور اس کو مسترد کیا اور یہ انکار امریکی اسپیشل فورس کے ساتھ تعاون کے حوالے سے انتہا کو پہنچا جن کو اردوگان نے "فرات شیلڈ" آپریشن کے ضمن میں داخل کیا تھا۔ اس کے بعد امریکہ نے اس امید کے ساتھ وحشیانہ بمباری میں شدت لانے کا فیصلہ کیا کہ اہل شام اور مزاحمت کو دباؤ میں لائے اور وہ امریکی منصوبے کو قبول کرنے پر راضی ہو جائیں یا اس میں سے کچھ قابل ذکر چیزیں قبول کروائے جس کو اوباما کے دور کے اختتام پر اس کی کامیابی کے طور پر پیش کیا جائے۔۔۔ چونکہ امریکہ یہ ظاہر کرتا آیا ہے کہ وہ اپوزیشن کے ساتھ ہے اس لیے روس کے ساتھ تناؤ میں اضافہ کیا تاکہ ایسا لگے کہ امریکہ وحشیانہ روسی بمباری کے خلاف ہے۔۔۔ حتی کہ امریکہ نے شام میں روس کے ساتھ تعاون ختم کرنے کا اعلان کیا۔۔۔

3۔ یوں 20 اور 22 ستمبر 2016 کو نیویارک میں جنرل اسمبلی کے اجلاسوں میں امریکہ اور روس کے درمیان لفظی جنگ انتہا کو پہنچ گئی۔۔۔ اس نے شام میں امریکہ کے لیے نئی مشکلات پیدا کر دیں جس کی وجہ سے امریکہ جنگ بندی کی طرف مائل ہوا، یعنی کیری لاوروف کسی نتیجے پر پہنچنے میں ناکام ہو گئے اور امریکہ نے اعلان کیا کہ وہ دوسرے آپشنز پر غور کر رہا ہے۔ امریکہ کی دیوار میں اس دراڑ کو دیکھ کر ہی یورپ نے اس کو ہلانے کی کوشش کی، اسی لیے یورپی ممالک نے نیویارک میں جنرل اسمبلی کے اجلاس کے دوران شام کے مسئلے کے حل کے لیے کیری لاوروف حل کی ناکامی کی سرگوشیاں کرنا شروع کر دیں اور اس موقعے سے بھرپور فائدہ اٹھانے کا فیصلہ تاکہ شام کے بحران میں امریکہ کے شانہ بشانہ اس کا بھی کردار ہو۔۔۔ پھر انھوں نے اس امید پر امریکہ اور روس کے درمیان خلیج کو بڑھانے کی کوشش کی امریکہ شام کے مسئلے سے روس کو دور کر دے گا۔ لہٰذا روس اور یورپ کے درمیان نئے تناؤ کی بنیادی وجہ یہ ہے۔

چوتھا: اس نئی صورت حال میں یورپ کا امریکہ کی دیوار میں پڑنے والی دراڑ میں داخل ہونے کی کوشش کرنا فطری بات تھی اسی لیے یورپ نے بیانات اور تجاویز کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کا مقصد شام کے بحران میں مداخلت کرنا ہے، اور اس میں سب سے پیش پیش فرانس ہے جس کی مثال یہ ہے:

1۔ امریکہ کی جانب سے شام میں روس کے ساتھ تعاون ختم کرنے کے اعلان کے ساتھ ہی فرانس آگے بڑھا، سلامتی کونسل میں شام میں جنگ بندی اور انسانیت سوز مظالم کو روکنے کے لیے فرانسیسی منصوبے کا اعلان کیا گیا جس کا مطلب روسی مظالم روکنا تھا۔ فرانس نے اپنے اس منصوبے کی تمہید کے طور پر 5 اور 6 اکتوبر 2016 کو اپنے وزیر خارجہ کو فرانسیسی منصوبے کے لیے روس کو قائل کرنے کے لیے ماسکو بھیجا۔۔۔ فرانسیسی منصوبے میں حلب پر پروازوں پر پابندی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ یہ انقلابیوں کو جھکانے پر مجبور کرنے کے لیے بمباری میں اضافے کے امریکہ اور روس کے درمیان سابقہ دوطرفہ ہم آہنگی کے برعکس تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فرانسیسی وزیر خارجہ کے دورے کے دوران روس شش وپنج میں تھا۔ ایک طرف روس نے کہا کہ فرانسیسی منصوبے سے معاملات آسان ہو جائیں گے جبکہ دوسری طرف اس کو مسترد کرنے کا عندیہ دیا۔ فرانس نے اپنے منصوبے کو کامیاب بنانے کی کوشش جاری رکھی چنانچہ اپنے وزیر خارجہ کو ماسکو کے بعد سلامتی کونسل میں منصوبے کے لیے امریکی حمایت حاصل کرنے کے لیے واشنگٹن بھیجا۔

2۔ روس نے 8 اکتوبر 2016 کو سلامتی کونسل میں ویٹو کے ذریعے فرانسیسی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔۔۔ جس سے روس اور فرانس اور یورپی ممالک کے درمیان تناؤ میں اضافہ ہو گیا کیونکہ وہ شام کے مسئلے میں یورپی مداخلت کی راہ میں روس کو ایک روکاٹ کے طور پر دیکھ رہے تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ امریکی نے خود یہ موقع پیدا کیا تاکہ یورپ اس کو دیکھ کر حرکت میں آئے جبکہ اُس نے اِس سے پہلے ہی روس کی جانب سے اس کردار پر ڈٹے رہنے کی ضمانت حاصل کی جو اس کو امریکہ نے دیا ہے۔

3۔ روسی صدر کا 19 ستمبر 2016 کو پیرس کا دورہ طے شدہ تھا اور یہ اتفاق ہے کہ اسی وقت روس اور فرانس کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو گئی، اور اگرچہ یہ نجی دورہ تھا جو کہ روسی ثقافتی مرکز اور آرتھوڈک کلیسا کے افتتاح کے لیے تھا مگر اس بات پر اتفاق ہو گیا تھا کہ فرانسیسی صدر پوٹین کے ساتھ مشترکہ طور پر مرکز کا افتتاح کریں گے۔ لیکن اس کشیدگی کی وجہ سے فرانسیسی صدر نے 10 اکتوبر 2016 کو روسی صدر کے نجی دورے کے دوران پوٹین سے ملاقات کے بارے میں تردد کا اظہار کیا، جبکہ کرملین میں ماسکو کے حوالے سے مسلسل یہ اعلان ہو رہا تھا کہ روسی صدر کے دورے کی تیاری حسب معمول جاری ہے، اور اس صورتحال سے روس کو سبکی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ فرانس نے اعلان کیا تھا کہ فرانسیسی صدر پوٹین کے دورے کے دوران ان کے ساتھ صرف شام کے بحران کے بارے میں تبادلہ خیال کریں گے اور ان کے ساتھ افتتاحی تقریبات میں شرکت نہیں کریں گے۔ فرانسیسی قائد نے کہا کہ وہ اپنے روسی ہم منصب کے پیرس کے دورے کو صرف شام کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ ھولاند نے مزید کہا کہ وہ روسی ثقافتی مرکز کے افتتاح کی تقریبات میں پوٹین کے ساتھ شرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے بلکہ میں صرف شام کے مسئلے پر

تبادلہ خیال کرنے کے لیے تیار ہوں (رشیاٹوڈے 11 اکتوبر 2016)۔ اس سے روس ناراض ہوا اور ماسکو نے 11 اکتوبر 2016 کو ہی روسی صدر کے پیرس کا دورہ منسوخ کرنے کا اعلان کیا۔ یوں فرانس اور روس کے درمیان تناؤ میں زبردست اضافہ ہوا۔

4۔ فرانس کی طرف سے کشیدگی بڑھانے کا عمل جاری رہا: " فرانس کے مقامی اخبار نے اتوار کو خبر دی ہے کہ فرانسیسی صدر فرانسوا اولاند نے کہا ہے کہ وہ روس پر دباؤ میں کمی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے کیونکہ وہ اپوزیشن کے خلاف جنگ میں شامی حکومت کا ساتھ دے رہا ہے مگر وہ جاری جنگ کے حوالے سے بات چیت کے لیے روسی صدر ولادی میر پوتین سے ملاقات کے لیے تیار ہیں" (رائٹرز 16 اکتوبر 2016)۔

5۔ "برلن میں جرمنی اور فرانس کے سربراہی اجلاس کے اختتام کے بعد مشترکہ پریس کانفرنس کے دوران فرانسیسی صدر ہولاند اور جرمن چانسلر انجیلا مرکل نے جمعرات 20 اکتوبر 2016 کو روس اور شامی حکومت کی جانب سے حلب شہر پر بمباری کی شدید مذمت کی۔ ھولاند نے اس بمباری کو "حقیقی جنگی جرم" قرار دیا۔۔۔ جبکہ انجیلا مرکل نے حلب پر روس اور شامی حکومت کی بمباری کو "غیر انسانی" قرار دیا"۔۔۔ (بی بی سی عربی 20 اکتوبر 2016)۔

☆روس اور فرانس کے تعلقات میں کشیدگی کے یہ اسباب ہیں خاص کر شام کے بحران کے حوالے سے۔۔۔ فرانس بھی روس کی طرح سیاسی داؤ پیچ میں ماہر نہیں، یعنی ان کی کشیدگی مزید کشیدگی کو جنم دے گی اور کبھی کبھی یہ دو طرفہ تعلقات میں جمود تک پہنچ جائے گی۔۔۔

پانچواں: جہاں تک روس اور فرانس کے تعلقات میں کشیدگی کا عمومی طور پر یورپ کے ساتھ تعلقات پر اثر اور ان تعلقات کے نتائج کی بات ہے تو وہ مندرجہ ذیل ہے:

1۔ روس اور فرانس کے درمیان کشیدگی روس کی پورے یورپ کے ساتھ کشیدگی ہے، خاص کر یورپ کے بااثر ممالک برطانیہ اور کسی حد تک جرمنی کے ساتھ۔۔۔ سلامتی کونسل میں فرانس کا موقف اور فیصلہ یورپی یونین کی نمائندگی ہے جس میں برطانیہ بھی شامل ہے جو اب تک یورپی یونین کا رکن ہے، بلکہ برطانیہ اپنی پالیسی کو بڑی حد تک فرانس کے ساتھ ہم آہنگ رکھتا ہے۔ فرانس اپنی پیش قدمی کی عادت اور جرات کی وجہ سے بین الاقوامی سیاست میں یورپی یونین خاص کر برطانیہ کا ہراول دستہ ہے۔ اس کی طرف بڑا اشارہ فرانس اور روس کے تعلقات میں کشیدگی کے فوراً بعد برطانیہ کے روس کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی سے ہوتا ہے، "سلامتی کونسل میں رائے شماری کے تھوڑی دیر بعد ہی برطانوی مندوب نے روسی ویٹو کو روسی کاروائیوں کے لیے 'باعث شرمندگی' قرار دیا" (العربیہ نیٹ 8 اکتوبر 2016) اور میڈل ایسٹ آن لائن نے 11 اکتوبر 2016 کو خبر دی کہ، جانسن نے برطانوی پارلیمنٹ میں کہا کہ "اگر روس نے یہی روش برقرار رکھی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ملک ایک سرکش ریاست بن جانے کے خطرے سے دوچار ہو جائے گا"، اس نے جنگ مخالف گروپوں کو روسی سفارت خانے کے سامنے احتجاج کی دعوت دی، اس نے کہا کہ، "میں یقیناً مظاہرین کو روسی سفارت خانے کے باہر دیکھنا چاہوں گا" (رائٹرز)۔ اس نے مزید کہا کہ تمام دلائل اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ روس ہی اس خوفناک اقدام کا ذمہ دار ہے، جو کہ امدادی قافلے پر حملے کی طرف اشارہ ہے۔ روسی اخبار سبوعتیک کے مطابق دوسرے ہی دن 12 اکتوبر 2016 کو روس نے اس کا جواب دیا، "روسی وزارت دفاع نے جانسن کے دعوں کو نفسیاتی مرض کا نتیجہ قرار دیا جو دوسروں کے لیے دشمنی کے جذبات رکھنے سے لاحق ہوتی ہے۔ روسی وزارت دفاع کے ترجمان ایگور کوناشیکو نے جانسن کے دعوں کو روس کے بارے میں ہسٹریا کا نتیجہ قرار دیا، جو کہ برطانیہ کے بعض رہنماوں کو لاحق ہے"۔۔۔ پھر وہ بیان جس کا پہلے ہم نے ذکر کیا: "ھولاند نے بمباری کو "حقیقی جنگی جرم" قرار دیا اور میرکل نے اس کو "غیر انسانی" کہا۔۔" (بی بی سی عربی 20 اکتوبر 2016)

یعنی روس کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی میں پورا یورپ شامل ہے، اور یورپ میں یہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں کہ شام کی وجہ سے روس پر دباؤ میں اضافہ کیا جائے اور اس پر نئی پابندیاں لگائی جائیں۔۔۔ یوں فرانس، برطانیہ اور باقی یورپی ممالک روس کے ساتھ تعلقات کو مزید کشیدہ کرنے کی راہ پر گامزن ہیں اور وہ روس اور اس کی پالیسی کو مسترد کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اس امید پر کر رہے ہیں کہ اس طرح انہیں شام کے مسئلے میں مداخلت کا موقع مل جائے گا جو اس وقت دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ان لوگوں کے مسلمانوں کے لیے عزائم اچھے نہیں ہیں، یوں یورپی ممالک کے لیے مسئلہ وہ قتل وغارت نہیں جس کا ارتکاب روس شام کے مسلمانوں کے خلاف کر رہا ہے، ان ممالک کا موقف گزشتہ 6 سال سے شام میں مسلمانوں کے خون کے سیل رواں کے بارے میں لاپرواہی سے بہت آگے ہے، مسئلہ صرف یہ ہے کہ یہ ممالک بڑے ممالک کے طور پر شام کے مسئلے کے حل میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔۔۔

2۔ روس فرانس تعلقات میں کشیدگی کے مطابق یورپی یونین میں تیزی سے کئی واقعات رونما ہوئے، چنانچہ "برطانیہ اور فرانس نے یورپی یونین سے شام پر روس کے فضائی حملوں کی مذمت اور ماسکو پر مزید پابندیوں کا مطالبہ کیا۔۔۔ فرانس کے وزیر خارجہ جان مارک ایرو نے کہا کہ روس پر دباؤ بھرپور ہونا چاہیے، اُس نے اِس طرف اشارہ کیا کہ یورپی یونین کے ایک موقف اختیار کرنے سے ہی حلب کے باشندوں کے قتل عام کو روکا جاسکتا ہے۔ برطانیہ اور فرانس مزید 20 شامیوں پر سفری پابندی لگانا چاہتے ہیں، اسی طرح 12 روسی باشندوں اور دو سو مزید لوگوں پر پابندی لگائی جائیں گی جن میں تین ایرانی بھی شامل ہیں، جن کا شام میں جاری جنگ میں کردار ہے۔۔۔" (الجزیرہ 17 اکتوبر 2016)۔۔۔ معاشی پابندیوں کے موضوع پر پابندی کے حوالے سے کسی فیصلے کے اجرا کے بغیر ہی عمل کیا گیا چنانچہ "نیوز چینل 'رشیاتوڈے' نے اعلان

کیا کہ برطانوی بینک نے اپنے فیصلے کی وجوہات سے آگاہ کیے بغیر اس کے تمام اکاونٹس منجمد کر دیے ہیں۔۔۔ اور رشیا ٹوڈے نے اپنے چیف ایڈیٹر مارگاریتا سیمونیان کے حوالے سے کہا کہ انہوں نے ٹویٹ کیا ہے کہ 'برطانیہ میں ہمارے تمام اکاونٹس منجمد کر دیئے گئے ہیں! یہ حتمی فیصلہ ہے'۔۔۔ "(الجزیرہ 17 اکتوبر 2016)۔۔۔ "اور جمعرات کو یورپی رہنما برسلز میں روس کے ساتھ اپنے تعلقات کے بارے میں بحث کریں گے اور شام میں اس کے اقدامات کی وجہ سے پابندیاں لگانے کے بارے میں دیے گئے آپشنز پر غور کریں گے۔۔۔ "(رائیٹرز عربی 19 اکتوبر 2016)

3۔ جوں جوں روس کے ساتھ فرانس اور یورپ کے تعلقات کشیدہ ہوتے جائیں گے روس اور یورپ کے درمیان رسہ کشی میں بھی اضافہ ہوتا جائے گا، جس کے مظاہر یوکرائن یا مشرقی یورپ کے کسی بھی علاقے میں نظر آئیں گے، اور یورپی ممالک روس پر پابندیاں بھی عائد کر سکتے ہیں۔۔۔ روس کے یورپ کے ساتھ تناؤ میں اضافے کے بہت سے اسباب ہیں، اور یہ صرف بین الاقوامی اہمیت کی وجہ سے شام تک محدود نہیں، اور اگر روس نے یورپ کے ساتھ سودے بازی میں عقلمندی کا مظاہرہ نہ کیا تو یورپ کے ساتھ تعلقات میں کشیدگی سے نقصان روس کو ہی ہو گا۔ شام کے بحران میں پیش پیش ہونے کے بعد روس بین الاقوامی تعلقات میں عقلمندی کا مظاہرہ نہیں کر رہا ہے، جس وقت دنیا شام میں روس کی جنگی جرائم کا ذکر کر رہی ہے وہ حلب میں بمباری میں مزید اضافہ کر رہا ہے، جو کہ روس کی سیاسی کوتاہ نظری کا ثبوت ہے۔ روس کو امریکہ کے ساتھ اپنے تعلقات کے حوالے سے مطمئن کیا گیا ہے، اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ شام کے حوالے سے روس امریکہ تعلقات میں بظاہر تناؤ حقیقی نہیں۔ اس بظاہر تناؤ کے ماحول میں ہی امریکی دفتر خارجہ نے لوزان میں کیری اور لاوروف کی ملاقات کا اعلان کیا، جو کہ عملاً 15 اکتوبر 2016 کو ہو بھی چکی تھی جس میں بعض آلہ کاروں اور پیروکاروں نے بھی بھرم رکھنے کے لیے شرکت کی جو پہلے روس کے ساتھ تعلقات کی نفی کرتے تھے اور اب ان سے مل رہے ہیں! جبکہ یورپ اب بھی ان سے ملنے سے روکتا ہے!

4۔ ایسا لگ رہا ہے کہ روس کو بھی ادراک ہو گیا ہے کہ وہ کس مشکل میں پھنس گیا ہے، امریکہ نے روس کو وحشیانہ بمباری کے لیے فرنٹ لائن بنایا، یورپ نے امریکہ اور روس کے درمیان مصنوعی کشیدگی سے فائدہ اٹھایا اور روس کے وحشیانہ حملوں کے خلاف سخت موقف اپنایا۔۔ اسی لیے روس نے یورپی موقف کو نرم کرنے کا ارادہ کیا اور جنگ بندی کے موضوع پر بات کرنے لگا۔ "روس نے 'انسانی جنگ بندی' کا اعلان کیا جس کے دوران شامی شہر حلب پر بمباری روک دی۔ روس نے کہا کہ وہ جمعرات 20 اکتوبر 2016 کو حلب پر بمباری آٹھ گھنٹے کے لیے روک دے گا جو کہ مقامی وقت کے مطابق صبح اٹھ بجے اور عالمی معیاری وقت کے مطابق صبح پانچ بجے سے سہ پہر چار بجے تک ہو گی۔۔۔ یہ اعلان حلب پر روسی بمباری سے ایک ہی خاندان کے 14 افراد کے قتل کی خبروں کے بعد کیا گیا۔۔۔ "(بی بی سی عربی 17 اکتوبر 2016)۔۔۔ اسی طرح پوٹین نے شام کے موضوع پر یورپ سے بات چیت کا اعلان کیا حالانکہ اس سے قبل وہ ہولاند سے اس موضوع پر بات کرنے سے انکار کر چکے ہیں: "فرانس کے صدر کی جانب سے کل اعلان کیا گیا کہ روسی صدر ولادی میر پوٹین، فرانسیسی صدر فرانسو ہولاند اور جرمن چانسلر انجیلا مرکل آج بدھ کے دن برلن میں شام کے بحران کے حوالے سے 'مشترکہ اقدام' کے لیے ملاقات کریں گے۔۔۔ "(ایجنسیز، خلیج اخبار 19 اکتوبر 2016)۔

☆ یوں فرانس اور روس کے درمیان تعلقات میں رونما ہونے والی کشیدگی کی بازگشت یورپ میں سنائی دی، اسی وجہ سے روس یورپ کے حوالے سے مشکل میں پھنس گیا اور اب اس مشکل سے نکلنے کے لیے راستہ ڈھونڈ رہا ہے، اسی لیے یورپی یونین سے شام کے بحران کے حوالے سے ملاقاتیں کر رہا ہے جبکہ اس سے قبل اس حوالے سے ہولاند نے بات کرنے سے انکار کیا تھا جس کی وجہ سے تناؤ میں اضافہ ہوا اور صورت حال گرم ہوئی۔۔۔

چھٹا: کیا ان واقعات کے نتیجے میں شامی بحران کے حوالے سے بین الاقوامی یا علاقائی فریقوں میں کوئی تبدیلی آئے گی۔۔۔ تو اس کی توقع نہیں کہ کوئی تبدیلی آئے بلکہ بین الاقوامی سرگرم فریق وہی ہو گا، یعنی امریکہ اور اس کے وکلاء روس، ترکی، ایران اور سعودیہ۔ جہاں تک یورپی یونین کی بات ہے تو اس کا حصہ قابل ذکر نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ روس کے خلاف یورپی لہجے میں سختی اور شام کے بحران میں کردار کی خاطر امریکہ کی قربت کی ذلت آمیز کوشش کے باوجود امریکہ نے 15 اکتوبر 2016 کو لوزان کانفرنس بلائی اور یورپ کو اس میں شرکت کرنے نہیں دیا، جبکہ روس اس کانفرنس میں امریکہ کے شانہ بشانہ شامل تھا حالانکہ امریکہ یہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ روس کے ساتھ تناؤ ہے اور تعلقات کشیدہ ہیں۔۔۔! جب امریکہ نے یہ دیکھا کہ اس سے یورپ پریشان ہو گیا ہے تب امریکہ نے یورپ کو خوش کرنے کے لیے 16 اکتوبر 2016 کو یورپ کے ساتھ ایک اجلاس کیا جس میں کسی اور کو نہیں بلایا گیا اور ان کے ساتھ دل لگی کی اور اجلاس جہاں سے شروع ہوا تھا وہی ختم ہو گیا۔۔۔

☆ اسی لیے شام کے بحران میں بین الاقوامی کردار امریکہ اور اس کے وکیل روس اور اس کے بعد امریکہ کے پیروکاروں تک ہی محدود رہے گا۔

یہ تو بین الاقوامی اور علاقائی فریقوں کے حوالے سے تھا، جو مکر کرتے ہیں اور سازشیں کرتے ہیں مگر شام اور شام سے باہر ایسے جواں مرد ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مخلص اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ سچے ہیں وہ ہرگز امریکہ روس اور ان کے پیروکاروں کو اپنے مکر اور شریر منصوبوں میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور شام میں ان کو قدم جمانے نہیں دیں گے بلکہ ان کا حال بھی ایسا ہو گا جو ان جیسوں کا پہلے ہوا:

(قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ)

"ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا اللہ نے ان کی جڑ اکھاڑ کر رکھ دی اور ان پر ان کی چھت ہی گر گئی اور ان پر وہاں سے عذاب آیا جہاں ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا"(النحل:26)۔

19 محرم الحرام 1438 ہجری

بمطابق 20 اکتوبر 2016